d

رمضان المبارک کے معمولات

(احادیث کی روشنی میں)

تحریر

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

ناشر

مکتبہ معارف السنّہ

ڈاک خانہ دار العلوم کراچی 75180

نام کتاب : رمضان المبارک کے معمولات (احادیث کی روشنی میں)

باہتمام : اشرف برادران سَلَّمَہُمُ الرَّحْمٰن

طبع جدید : رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق مئی ۲۰۱۹ء

ناشر : مکتبہ معارف السنّہ

ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی 75180

ملنے کے پتے

☆ ... ادارہ اسلامیات .... موہن روڈ، چوک اردو بازار کراچی۔ فون نمبر:021-32722401

☆ ... ادارہ اسلامیات .... انارکلی، لاہور۔ پاکستان۔ فون نمبر:042-3753255

☆ ... ادارہ اسلامیات .... دینا ناتھ مینشن مال روڈ۔ لاہور۔ فون نمبر:042-37324412

☆......مکتبہ دارالعلوم کراچی .... جامعہ دارالعلوم کراچی

☆......بیت العلوم.......................... ۲۶ نابھہ روڈ۔ لاہور

☆......ادارۃ المعارف .... احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی 75180

☆......مکتبہ معارف القرآن .... احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی 75180

☆......دارالاشاعت .... ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر1

☆......بیت القرآن.................... اردو بازار۔ کراچی نمبر1

☆......بیت الکتب .... نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر2۔ کراچی

☆......ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ .... بیرون بوہر گیٹ۔ ملتان شہر

☆......ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ .... جامع مسجد تھانیوالی، ہارون آباد۔ بہاولنگر

فہرست

عنوان صفحہ

رمضان المبارک کے معمولات

p f f f q

k

رمضان المبارک کے معمولات
(احادیث کی روشنی میں)

ماہِ رمضان کی فضیلت

رمضان المبارک سال کا وہ سب سے افضل مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آنے سے دو ماہ پہلے سے اس کا انتظار شروع کر دیتے تھے اور ماہِ رجب کا چاند دیکھ کر دعا مانگتے:

(۱) اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ ـ

(رواہ البیھقی والطبرانی، مرقاۃ ص ۲٤٤ ج ۳)

اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے۔

رجب کے بعد شعبان کا مہینہ آتا ہے اور اس کے بعد رمضان المبارک کا مہینہ۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رجب کے مہینہ سے اس کا انتظار لگ جاتا تھا۔ اس لیے ہر مسلمان کو رجب کے مہینہ میں یہ دعا مانگنی چاہئے اور رمضان المبارک کی تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ مسلمان اگر رجب اور شعبان کے دو مہینوں میں اپنے

کام سمیٹنا شروع کردے تو رمضان المبارک میں بہت آسانی ہوسکتی ہے اور مسلمان بآسانی عبادت میں مشغول ہوسکتا ہے۔

رجب اور شعبان کا مہینہ گذارنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک دن پہلے صحابہؓ کے مجمع سے خطاب کیا اور رمضان المبارک کی اہمیت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(٢) يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ ،شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً ، وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخِصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدّٰى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَهُوَ شَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْءٌ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ، أَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ،

وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوكِهٖ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَ أَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اے لوگو! ایک عظیم مہینہ قریب تر آ گیا ہے، یہ مبارک مہینہ ہے، اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزوں کو فرض اور اس ماہ کی راتوں کی عبادت کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کوئی نفلی نیکی کرے گا تو اسے ایسا ثواب ملے گا جیسے رمضان کے علاوہ فرض نماز کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص رمضان میں فرض ادا کرے گا تو اسے ستّر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جو اس ماہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروائے گا اس کے گناہوں کی مغفرت ہوگی، اس کی گردن جہنم سے آزاد ہوگی، اور افطار کرنے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ہم نے (صحابہؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو اتنی گنجائش نہیں کہ وہ روزہ دار کا روزہ کھلوا سکے (یعنی پورا افطار کروا سکے) آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرما دیں گے جو کسی روزہ دار کا پانی یا دودھ یا صرف پانی کے گھونٹ ہی سے افطار کرا دے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے وہ پانی (آب کوثر) پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک (میدان حشر اور پل

صراط وغیرہ پر) اسے کوئی پیاس نہیں ستائے گی۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا
شروع کا عشرہ رحمت ہے، درمیان والا مغفرت ہے، اور آخری عشرہ جہنّم
سے آزادی ہے۔ جو شخص اس ماہ میں اپنے غلاموں (خادموں، ماتحتوں)
سے کام لینے میں نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے اور
اسے جہنم سے آزادی عطا کریں گے۔ (مشکوۃ المصابیح۔ مرقاۃ ص۲۳۸ ج۴)

رمضان المبارک میں تقویٰ کا اہتمام اور گناہوں کو چھوڑنا

عام طور سے رمضان المبارک کے معمولات میں وہ باتیں یا وہ نیک کام
بیان کئے جاتے ہیں جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا ترغیب دی گئی ہے حالانکہ
رمضان المبارک میں اصل کام گناہوں کا نہ کرنا اور گناہوں سے بچنے کا ہے۔

روزہ کی حقیقت

روزہ فرض ہے مگر آپ خود روزہ کی حقیقت دیکھیں تو اس کی حقیقت صرف
یہ ہے کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک نہ کچھ کھائے، نہ کچھ پیئے اور نہ جنسی
خواہش پوری کرے، اسی لیے اگر کوئی شخص اس پورے دن میں کھانے پینے اور
جنسی خواہش پوری کرنے سے مکمل طور پر رُکا رہے تو اس کا روزہ مکمل ہوجاتا ہے
اسے روزہ کے لیے کچھ اور کرنا نہیں پڑتا۔

روزہ کا مقصد تقویٰ ہے

روزہ کا مقصد جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے وہ بھی یہ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ﴾

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ (البقرہ:۱۸۳)

قرآن کریم نے روزہ کا مقصد ''تقویٰ'' قرار دیا ہے اور تقویٰ میں بھی کچھ کرنا نہیں پڑتا بلکہ تقویٰ نہ کرنے کا نام ہے۔ یعنی تقویٰ کا مطلب گناہوں سے بچنا ہے۔ اسی لیے اگر کوئی شخص تمام گناہوں سے بچتا رہے تو وہ متقی ہے اگر چہ اس نے ظاہراً نفلی اعمال نہ بھی کئے ہوں کیونکہ کوئی نفلی عبادت تقویٰ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو افراد کا ذکر کیا گیا کہ ایک شخص بہت دینی محنت کرتا اور عبادت کرتا ہے، اور دوسرا شخص گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے تو آپ نے فرمایا گناہوں سے بچنا سب عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔ حدیث میں ہے:

(۳) عَنْ جَابِررضی الله عنه ، قَالَ: ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ۔ وَذُكِرَ آخَرُ بِرِعَةٍ (أیْ وَرَعٍ) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتُعْدَلُ (۱) بِالرِّعَةِ۔ (رواہ الترمذی)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرہیز گاری (یعنی گناہوں سے پرہیز) کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ (مشکوۃ المصابیح مرقاۃ ص۳۶۰ رج ۹)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

---

(۱) قیل الصیغة بفتح التاء بالخطاب المذکر للنهی، وقیل بالضم صیغة خبر منفی۔۱۲

(٤) اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ (رواه أحمد والترمذی)

تم حرام کاموں سے بچتے رہو تو تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار ہو۔

حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

إذ لا عبادة أفضل من الخروج عن عهدة الفرائض، وعوام الناس يتركونها ويعتنون بكثرة النوافل فيضيعون الأصول ويقومون بالفضائل

یعنی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ انسان فرائض وواجبات (حقوق اللہ اور حقوق العباد) ادا کرے، عام لوگ انہیں تو چھوڑ دیتے ہیں اور کثرت نوافل پر زور رکھتے ہیں ایسے لوگ دین کے اصول تو ضائع کر دیتے ہیں اور فضائل قائم کرتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج۹ ص۳۵۸)

جب روزہ کا مقصد تقویٰ ہے اور تقویٰ کا مطلب گناہوں سے بچنا ہے تو ہر روزہ دار کے لیے کھانے پینے اور جنسی خواہش پورا کرنے سے رکنا تو لازمی شرط ہے تاکہ اس کا روزہ درست اور مکمل ہو اس کے بعد روزہ دار کے لیے رمضان المبارک کا اولین معمول یہ ہونا ضروری ہے کہ وہ ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرے۔ خواہ اس کا تعلق زبان سے ہو یا شرمگاہ سے ہو، ہاتھوں، پیروں سے ہو یا نگاہ سے یا مسموم خیالات کی دنیا سے۔ لہٰذا رمضان المبارک کے معمولات میں سے سب سے پہلا معمول ''تقویٰ'' کا اہتمام ہے۔

پھر احادیث میں روزہ دار کو چند گناہوں سے بچنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے ان میں کھانے پینے سے بچنے کے بعد

۲......فحاشی سے اجتناب یعنی ہر فحش کام، ہر فحش گفتگو، ہر فحش نگاہ سے بچنا۔

۳......شور مچانے، چیخنے، چلّانے سے بچنا

۴......لڑائی جھگڑے سے بچنا

۵...... ہر جھوٹی بات، جھوٹے عمل سے بچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(٥) وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ۔

جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ نہ فحاشی کرے اور نہ چیخے چلّائے، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی لڑے تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مرقاۃ ج۴ ص۲۳۳)

اور آپؐ نے فرمایا

(٦) مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ۔(صحيح البخاری)

جس نے جھوٹی بات کہنے اور جھوٹ پر عمل کرنے کو نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ یہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ (مشکوۃ، مرقاۃ، ص۲۵۹ ج۴)

مقصد یہ کہ جب روزہ دار نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جائز کھانا، جائز

پینا، اور جائز جنسی خواہش کو روزہ میں چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی غیبت، دھوکہ، فریب تو اس سے بھی پہلے چھوڑ دینا لازم ہے۔اور یہ کام تو روزوں سے باہر بھی سارا سال بلکہ ساری عمر حرام ہیں۔

یہ تو وہ موٹے موٹے (منفی) معمولات ہیں یا دوسرے لفظوں میں وہ گناہ ہیں جو روزہ میں بہرحال چھوڑ دینے لازم ہیں۔ جہاں تک مثبت معمولات ہیں تو احادیث کی روشنی میں وہ درجِ ذیل ہیں:

اپنے غلاموں، نوکروں، ماتحتوں، گھر والوں سے کام کم لینا

حدیث نمبر (۲) میں الفاظ گذر چکے ہیں:

وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوكِهٖ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَ أَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (بيهقى)

اور جس نے اس ماہ میں اپنے غلاموں سے کام ہلکا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اسے آگ سے آزاد کردے گا۔

(مشکوۃ، مرقاۃ: ص ۲۳۸ ج ۴)

لہٰذا اس مہینہ میں دینوی کام خود بھی کم سے کم رکھنا چاہئے اور رمضان آنے سے پہلے رجب اور شعبان میں کاموں کو نمٹا لینا چاہئے تا کہ رمضان المبارک میں کام کم ہو اور روزہ رکھنا اور عبادت کرنا آسان ہو ــــ نیز اس ماہ مبارک میں اپنے غلاموں، نوکروں، گھر والوں اور ماتحتوں پر رحم کھا کر کاموں کا بوجھ ہلکے سے ہلکا رکھنا چاہئے تا کہ آپ کی گردن جہنم سے آزاد ہو سکے۔

رمضان المبارک کے معمولات

سحری کھانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کی ترغیب دی ہے اور اسے مبارک کھانا قرار دیا ہے آپؐ نے فرمایا:

(۷) تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (مشکوۃ، مرقاۃ ج۴ ص۲۵۱)

(۸) عَنُ الْعِرُبَاضِ بُنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّحُورِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔

(رواه أبوداود والنّسائی)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان میں سحری کے وقت کھانے کی طرف بلایا تو فرمایا آؤ مبارک کھانے کی طرف۔ (مشکوۃ، مرقاۃ ص۲۵۹ ج۴)

لہٰذا آخر شب میں سحری خواہ مختصر ہو مستحب ہے۔

افطاری میں تاخیر نہ کرنا

جب روزہ پورا ہو جائے اور سورج کی ٹکیہ افق سے غروب ہو جائے تو افطار کر لینا چاہیئے بلا وجہ تاخیر کرنا ناپسندیدہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۹) لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (متفق علیه)

لوگ جب تک افطار جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک ان میں خیر رہے گی۔(مشکوٰۃ،مرقاۃ،ص ۲۵۱ ج ۴)

اسی لیے مغرب کی فرض نماز کے بعد میں ادا کی جاتی ہے اور افطار اس سے پہلے کرلیا جاتا ہے اور آپؐ کا ارشاد ہے:

(۱۰) لَا یَزَالُ الدِّینُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ۔ لِأَنَّ الْیَهُودَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُونَ۔ (رواہ ابو داود وابن ماجه)

ہمیشہ دین غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار جلدی کرتے رہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔(مشکوٰۃ،مرقاۃ ص ۲۵۸ ج ۴)

یہود و نصاریٰ دین میں غلو کے عادی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غُلو سے ہمیں روکا ہے کہ جب تمہارا روزہ مکمل ہو جائے یعنی سورج غروب ہو جائے تو پھر تم روزہ کو مزید لمبا نہ کرو بلکہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

(۱۱) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ عِبَادِی إِلَیَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا۔ (رواہ الترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بندوں میں مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو جلدی افطار کرے۔(مشکوٰۃ،مرقاۃ،ص ۲۵۵ ج ۴)

افطار کے وقت شکر ادا کرنا اور دعا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ فرماتے تھے:

(۱۲) ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ (رواه أبو داود)

پیاس ختم ہوگئی ، رگیں تر ہوگئیں، اور ان شاء اللہ اجر وثواب پکّا ہوگیا۔(مشکوۃ،مرقاۃ ص ۲۵۷ ج ۴)

اور بارگاہِ الٰہی میں یہ بھی عرض کرتے:

(۱۳) اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ ۔

(رواہ ابوداود)

اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔(مشکوۃ، ج ۴ ص ۲۵۸)

لہٰذا افطار کے وقت اللہ کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

یہ بھی واضح رہے کہ روزہ افطار کرتے ہوئے یا سحری کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی لذیذ نعمتوں سے سیراب ہونا اور اللہ تعالیٰ کا دل سے شکر ادا کرنا بھی عبادت ہے، جس طرح روزہ رکھنا صبر ہے اور عبادت ہے اسی طرح حلال رزق سے سحری کھانا یا افطار کر کے شکر ادا کرنا بھی عبادت ہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر نہ صرف خود کھانا بلکہ کسی دوسرے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلانا اور سیراب کرنا بھی عبادت ہے۔ اوپر حدیث نمبر (۲) میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گذر چکا ہے کہ:

”جو شخص کسی روزہ دار کا پیٹ بھرے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (کوثر) سے اتنا پلائیں گے کہ جنت میں جانے تک اسے کوئی پیاس نہ لگے گی“

لہٰذا خود سیراب ہونے، پیٹ بھرنے یا دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی جائز حلال نعمتوں سے سیراب کرنے یا دوسرے کا پیٹ بھرنے کی ممانعت نہیں ہے البتہ اتنا پیٹ بھرنے کی اجازت نہیں ہے کہ آدمی مغرب کی نماز باجماعت، عشاء کے فرض اور تراویح میں شرکت اور فجر کی باجماعت نماز ہی سے محروم ہو جائے۔ ایسا کرنا اپنا پیٹ بھرنا نہیں بلکہ پیٹ بھر کر اپنی صحت خراب کرنا اور عبادت کو اپنے اختیار سے ترک کرنا ہے جس کی اجازت نہیں ہے۔

قیام رمضان یعنی رمضان کی راتوں میں عبادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حدیث نمبر (۲) میں گذر چکا ہے:

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيُضَةً ، وَقِيَامَ لَيُلِهِ تَطَوُّعًا۔

''اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں کی عبادت کو نفل قرار دیا ہے''۔

اور صحیح بخاری، صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ

(١٤) مَنُ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحُتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِهٖ وَمَنُ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحُتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِهِ۔ (متفق عليه)

جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خالص ثواب کی نیت سے اس کے تمام پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان اور خالص ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے تمام پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

الف......ان روایات میں قیام اللیل اور قیامِ رمضان کا لفظ آرہا ہے قیام کا مطلب کھڑے رہنا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوافل میں قیام لمبا ہونا بہتر ہے تاکہ اس میں قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جاسکے ۔کیونکہ رمضان کا مہینہ قرآن کا مہینہ ہے۔پھر کبھی قیام بول کر صرف عبادت بھی مراد ہوجاتی ہے اس لیے جو شخص تھک کر بیٹھ گیا ہو، بیٹھ کر تلاوت کررہا ہو یا دعا کررہا ہو یا کھڑے ہونے سے معذور ہو، بیٹھ کر اخلاص سے ذکرو تلاوت کررہا ہے یا مریض لیٹے لیٹے دعا وغیرہ میں مصروف ہو یہ سب ''قیام رمضان'' ہی کے حامل سمجھے جائیں گے اور ماہِ مبارک کی تمام برکتوں میں برابر کے شریک ہوں گے۔

ب...... پھر رمضان کی راتوں میں عبادت یعنی قیام رمضان کی دو اہم صورتیں سنت سے ثابت ہیں (۱) تراویح (۲) تہجد۔ اور یہ نفل نمازوں کی مقبول ترین اور اہم ترین نفلی نمازیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

(۱) تراویح: عشاء کے چار فرض اور دو سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح کی نماز ادا کی جاتی ہے جس میں قرآن مجید کی تلاوت کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور پورے ماہ میں ایک قرآن مکمل تلاوت کرلیا جاتا ہے۔نمازِ تراویح کی بیس رکعات ہیں، ہر چار رکعت کے بعد مختصر سا آرام کیا جاتا ہے اس کے بعد اگلی چار رکعتیں دو دو رکعت کرکے ادا کی جاتی ہیں ،بیس رکعت کی یہ تراویح اور اس میں قرآن کریم کی مکمل تلاوت کرنا سنت ہے۔

(۱۵) عَنِ السَّائِبِؓ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رواه البيهقى فى "المعرفة" وصحّحه العلامة السبكى فى "شرح المنهاج" وفى لفظ له من طريق آخر: "قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

صححه النووى فى "الخلاصة" وابن العراقى فى شرح التقريب والسيوطى فى المصابيح كذا فى آثار السنن والتعليق الحسن۔ اعلاء السنن ج۷ ص ۶۰۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

(۱۶) وعن يحيىؒ بن سعيد أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رواه ابوبكر بن ابى شيبة فى مصنفه واسناده مرسل قوى۔

(اعلاء السنن ص ۶۰ ج۷)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

(۱۷) عَنُ عَبُدِ الْعَزِيزِ بُنِ رُفَيُعٍ ، قَالَ :كَانَ أُبَيُّ بُنُ كَعُبٍ يُصَلِّى بِالنَّاسِ فِى رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكُعَةً وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ . أخرجه أبو بكر بن أبى شيبة فى مصنفه، و اسناده مرسل قوى۔ (أعلاء السنن ج۷ ص ٦١)

حضرت عبدالعزیز بن رُفیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر۔

اسی لیے مسجد نبوی مدینہ منورہ ہو یا مسجد حرام مکہ مکرمہ دونوں مسجدوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے اب تک مسلسل بیس رکعت تراویح کا تعامل چلا آ رہا ہے۔

(نوٹ)......بعض علاقوں میں ہر چار رکعت تراویح کے بعد دینی بیان، درس قرآن، آیات کا خلاصہ اور بعض جگہوں میں تراویح کے بعد وتروں سے قبل دینی بیانات ہونے لگے ہیں، یہ درست نہیں ہیں۔اس طرح کے بیانات ہمیشہ وتر سے فارغ ہوکر کیئے جائیں تا کہ جو بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے ، تراویح کے دوران یا وتر سے قبل اس طرح کے بیانات نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور نہ تعامل امت سے ثابت ہیں ،ان بیانات کی وجہ سے ڈر ہے کہ لوگ کہیں تراویح کی نماز باجماعت ہی سے محروم نہ ہوجائیں۔

۲۔تہجد

آخر شب میں اٹھ کر تنہائی میں آٹھ رکعت (ورنہ چار رکعت) نفل نماز تہجد کہلاتی ہے اور یہ سارا سال کے نوافل میں افضل ترین نماز ہے اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم رمضان ہو یا غیر رمضان تہجد کی نماز کا اہتمام فرماتے تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

(۱۸) مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔ رواه مسلم (اعلاء السنن ٤٢ ج٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان کی راتوں میں گیارہ رکعتوں پر اضافہ نہ فرماتے۔ آپ چار رکعت پڑھتے اور تم مت پوچھو کہ وہ چار رکعت کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعت پڑھتے اور مت پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر آپ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔ مسلم شریف۔

لہٰذا رمضان میں بھی بہتر یہ ہے کہ آدمی عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعت ادا کرے اور پھر آخر شب میں آٹھ رکعت (ورنہ چار رکعت ہی سہی) تہجّد کی نماز بھی ادا کرے تا کہ "قیامِ رمضان" کی دونوں سنتوں تراویح اور تہجد پر عمل ہو سکے۔

البتہ اگر کسی شخص نے تراویح اتنی لمبی پڑھی کہ ساری رات ہی اس میں گذر گئی یا تہجد اتنی لمبی پڑھی کہ وہ ساری رات کو محیط ہوگئی تو ایک نماز خود بخود دوسری نماز کے قائم مقام ہوجائے گی کیونکہ ساری رات ہی عبادت میں اور قیام رمضان میں لگادی گئی تو قیام رمضان کا مقصد حاصل ہوگیا لیکن اگر ابتداء شب

میں تراویح اور آخر شب میں تہجد ادا کرنی ہو تو پھر تراویح کی بیس رکعت ہیں اور تہجد کی آٹھ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب تراویح ادا کرنے والے حضرات کو مسجد نبوی میں ایک امام کے پیچھے جمع کیا تو ان کی تراویح کی یہ باجماعت نماز دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا مگر تراویح کے ساتھ تہجد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

(۱۹) وَالَّتِی تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِی تَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ۔ رواه البخاری۔ (اعلاء السنن ص ٦١ ج ٧)

آخر شب (تہجد کی) جس نماز سے تم سوجاتے ہو وہ اس تراویح سے بھی افضل ہے۔

مقصد یہ تھا کہ تراویح کے ساتھ آخر شب میں بھی عبادت کیا کرو اور تہجد کی نماز بھی ادا کیا کرو جو سال بھر کی تمام نفل نمازوں میں افضل ترین نماز ہے۔

ماہِ مبارک میں تلاوت کی کثرت

قرآن مجید میں صاف صاف فرمایا گیا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ: ١٨٥)

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

(۲۰) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، قَالَ :كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً ، فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِی الْعَامِ الَّذِی قُبِضَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ رمضان المبارک میں قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ قرآن کا دور کیا۔

(صحیح بخاری، مشکوۃ، مرقاۃ ج۴ص ۳۲۷)

اسی لیے سب مسلمان حسب توفیق اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ مہینہ روزوں اور قرآن کا مہینہ ہے ہمیں بھی اس ماہ مبارک میں تلاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا لازم ہے۔

رمضان میں سخاوت کا اہتمام

رمضان میں اپنی استطاعت اور گھریلو حالات کے مطابق صدقہ، ہدیہ اور سخاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ اپنے گھر والوں کو اچھا کھلانا پلانا، پڑوسیوں، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، فقراء مستحقین کو تلاش کر کر کے ان تک اشیاء ضرورت وحاجت پہنچانا، گھر والوں اور عام مسلمانوں کے لیے افطاری اور سحری کا انتظام کرنا یہ سب اس نیکی میں داخل ہے۔ جس کی کوشش کرنی چاہئے اور اللہ کے راستہ میں اپنی حسبِ استطاعت خرچ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

(۲۱) عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، كَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ

فَـاِذَا لَـقِيَـهُ جِبْـرِيـلُ كَـانَ أَجْـوَدَ بِـالْخَيْرِ مِنُ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔ متفق عليه۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے تھے، اور سب سے بڑھ کر آپ کی سخاوت رمضان میں ہوتی تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملاقات کرتے اور آپؐ انہیں قرآن سنایا کرتے تھے۔ اور جب حضرت جبرئیل آتے تو آپ بارش والی ہوا سے بھی زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہوتے۔ (مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۲۶ ج ۴)

جس طرح بارش والی ہوا بادلوں کو لاتی اور برساتی ہے تو بارش کے ٹھنڈے اور مرطوب اثرات گھروں کے اندر کمروں تک پہنچ جاتے ہیں اسی طرح رمضان المبارک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت عام ہوتی، بارش کی طرح پورے علاقہ پر برستی اور دور دور تک اور گھروں کے اندر تک اس سخاوت کے اثرات پہنچتے۔

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کا اہتمام

(۲۲) عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه و سلم- يَجْتَهِدُ فِى الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِى غَيْرِهَا۔ (رواه مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں عبادت کی وہ کوشش کرتے تھے
جوعشرۂ اخیرہ کے علاوہ آپ نہ کرتے تھے۔(مشکوۃ،مرقاۃ ص۳۱۹ ج۴)

(۲۳) وَعَنْها - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا - قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ۔ (متفق عليه)

اورانہی سے روایت ہے کہ جب عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو آپ کمر کس لیتے تھے اپنی رات کوزندہ کرتے اوراپنے گھر والوں کو جگاتے۔

(مشکوۃ،مرقاۃ ج۴ص۳۲۰)

مقصد یہ کہ عشرۂ اخیرہ کے علاوہ آپ کی عادت مبارکہ ساری ساری عبادت کی نہ تھی اور نہ گھر والوں کو جگانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔لیکن رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں آپ (تقریباً) ساری رات عبادت کرتے اور گھر والوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔لہٰذا عشرۂ اخیرہ میں عبادت کی جتنی کوشش ہوسکتی ہو کی جائے،عشرۂ اخیرہ بازاروں اورشاپنگ پلازا میں ضائع کرنے کے بجائے اعتکاف،تلاوت،نوافل اوردعاؤں میں لگانا چاہیئے۔

عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں شبِ قدر کی تلاش

(٢٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔رواه الْبُخَارِيُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔

(مشکوۃ، مرقاۃ ج۴ص۳۱۴)

لہٰذا اگر ضرورت ہو تو جفت راتوں میں آرام یا کام مکمل کر کے طاق رات بہر حال اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت میں صرف کرنی چاہئے جس حد تک صحت اور حالت اجازت دے۔

شب قدر کی فضلیت

عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں شب قدر (لیلۃ القدر) ہوتی ہے خود قرآن نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک رات ہزار مہینوں (یعنی تراسی سال چار ماہ) سے بھی بہتر ہے۔ یہ ایک رات اگر نصیب ہو جائے تو عمر بھر کی کمائی ہو جاتی ہے۔

(۲۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

(رواه البيهقي في شعب الايمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ہجوم کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ہر شخص پر (من جانب اللہ خاص) رحمتیں نازل کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ عزوجل کے ذکر میں ہو۔ (مشکوۃ مرقاۃ ۳۲۴)

یہ بات سورۃ القدر میں قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍO سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ O﴾

اس رات میں فرشتے اور روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات سراپا سلامتی کی رات ہے۔ یہ طلوع فجر تک رہتی ہے۔ (سورۃ القدر۔قرآن کریم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(۲۶) مَنْ حُرِمَهَا حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرًا اِلَّا مَحْرُوْمٌ۔

جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ ساری بھلائی سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر سے وہی شخص محروم رہتا ہے جو واقعۃ محروم ہو‘‘۔ (ابن ماجہ)

لہٰذا شب قدر کو کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

شب قدر کی ایک خاص دعا

(۲۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ : أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ:’’ قُوْلِي: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي‘‘۔ (رَوَاهُ أحمد وابن ماجه والترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کونسی رات شب

قدر ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا: تم یہ کہنا

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّى"

اے اللہ بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند کرتے ہیں، مجھے معاف فرما دیجئے۔ (مشکوۃ، مرقاۃ ج۴ص ۳۲۱)

لہٰذا طاق راتوں میں حدیث کی یہ دعا ہماری زبان پر جاری رہنی چاہئے تاکہ ہماری معافی کا فیصلہ ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر بارگاہ خداوندی سے معافی ہو جائے اور مغفرت کا فیصلہ ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا کامیابی ہوسکتی ہے؟ قرآن مجید میں ہے:

﴿ مَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴾

ترجمہ: جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے۔

(سورۃ آل عمران۔۱۸۵)۔

عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف

عشرۂ اخیرہ اور شب قدر کی برکات سے مالا مال ہونے کا اہم ذریعہ اعتکاف ہے اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے:

(۲۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تعالىٰ۔ (متفق عليه)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری دس راتوں میں (یعنی عشرۂ اخیرہ میں) اعتکاف کیا کرتے تھے یہاںتک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔
(مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۲۵ ج ۴)

(۲۹) عَنُ ابُنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الُمُعُتَکِفِ هُوَ یَعُتَکِفُ الذُّنُوبَ وَیَجُرِی لَهُ مِنُ الُحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الُحَسَنَاتِ کُلِّهَا۔ (رواه ابن ماجه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا کہ وہ گناہوں سے اعتکاف کرتا ہے (یعنی گناہوں سے بچا رہتا ہے) اور اس کے نامۂ اعمال میں ساری نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں۔

یعنی معتکف مسجد میں رہنے کی وجہ سے اکثر گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، نیکی کے کام کرتا ہے اور جو نیکیاں وہ اعتکاف سے قبل مسجد سے باہر کیا کرتا تھا وہ خود بخود اس کے نامۂ اعمال میں درج کی جاتی رہتی ہیں لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو عشرۂ اخیرہ اور شب قدر کی برکات حاصل کرنے کے لیے اعتکاف اہم عبادت ہے۔ البتہ چند باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

الف...... اخلاص یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس سے گناہوں کی مغفرت کروانے کے لیے اعتکاف کیا جائے، وقت گذاری یا دنیوی منافع مقصود نہ ہوں۔

ب...... اعتکاف درحقیقت گناہوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر کے

ساتھ خلوت میں رہنے کا ذریعہ ہے، لہٰذا اگر اعتکاف خلوت کے بجائے جلوت بن جائے اور ذکر وفکر کے بجائے احباب سے سالانہ تعلقات کا ذریعہ اور سوشل دینی اجتماع بن جائے تو یہ اعتکاف کے بنیادی مقصد ہی کے خلاف ہوگا نیز اعتکاف ہر مسلمان کی انفرادی عبادت ہے جیسے نماز روزہ، لہٰذا ''اجتماعی اعتکاف'' کا تصور خلوت اور اعتکاف سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا یاد رہے کہ اعتکاف خلوت کا ذریعہ ہے جس میں مسلمان مخلوق سے کٹ کر خالق سے جڑتا ہے جبکہ اجتماع میں آدمی کو لامحالہ مخلوق سے ملنے، ان کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے اور یہ سب کام اگرچہ اچھے ہیں اور حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں مگر یہ سب کام اعتکاف کی روح کو ختم کر دیتے ہیں کیونکہ اعتکاف کی روح خلوت اور تعلق مع اللہ ہے۔

ج...... اعتکاف میں یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس اعتکاف کی وجہ سے ہمارے ذمہ جو حقوق العباد واجب ہیں وہ پامال نہ ہوں یعنی ہمارا یہ اعتکاف ہمارے قریبی لوگوں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ اگر ہم نے چار آدمیوں کو اذیت میں مبتلا کر کے اور ان کی سحری، افطاری کو خراب کر کے اعتکاف کیا تو کیا اعتکاف کیا؟ اعتکاف گناہوں سے بچنے کے لیے ہوتا ہے نہ کہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے لیے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس اللہ سرہ نے فضائل رمضان کے آخر میں اعتکاف کے بیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہما کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے وہ بھی دیکھ لینا مناسب ہوگا۔ (۱)

رمضان میں چلتے پھرتے ذکراللہ کا معمول

یوں تو ذکراللہ ہمیشہ کی عبادت اور اہم ترین عبادت ہے، مگر رمضان میں اس کا اہتمام رہے کہ جب فرصت ہو ذکراللہ زبان پر جاری ہو، ورنہ دل ہی سے ذکراللہ کی طرف اور دعا کی طرف توجہ رکھی جائے۔ ذکراللہ میں تلاوت، تیسرا کلمہ، درودشریف استغفار وغیرہ وغیرہ جس کی بھی توفیق ہو جائے نور ہی نور ہے، اور ایک روایت میں خاص طور پر چار چیزوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(۳۰) وَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ، وَ خَصْلَتَيْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ تَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ تَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ۔ (رواہ ابن خزیمة فی صحیحه ذکرہ المنذری فی الترغیب والترهیب ص ۵۸ ج۲)

اور اس رمضان میں چار چیزوں کی کثرت کرو، دو چیزیں تو ایسی ہیں جن

---

(۱) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعتکاف اگرچہ عظیم الشان عبادت ہے مگر بعض اوقات کسی مسلمان کی ضروری حاجت پوری کرنے سے دس سال کے اعتکاف کے برابر ثواب ملتا ہے۔ رواہ الطبرانی۔ فضائل اعمال ۷۸۴۔ (فضائل رمضان)

سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرلو گے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے بغیر تمہارا گذارا ہی نہیں۔ وہ دو چیزیں جن سے تم پروردگار کو راضی کرلو وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا اور اور اس سے استغفار (مغفرت طلب کرنا) ہے اور وہ دو چیزیں جن کے بغیر گذارا (یعنی کامیابی) ہی نہیں وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔

اس روایت کو سامنے رکھ کر اگر آدمی رمضان المبارک میں یہ کہتا رہے:

سُبُحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمُدِكَ أَشُهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنُتَ، أَسُتَغُفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیُ اَسُأَلُكَ الُجَنَّةَ وَاَعُوُذُبِكَ مِنُ غَضَبِكَ وَالنَّارِ

(اے میرے پروردگار آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اور آپ کے غضب سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں) تو یہ چاروں چیزیں جمع ہوجاتی ہیں۔ نیز اگر چاہیں تو آپ یہ دُعائیہ کلمہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

عید کی رات میں تہجد کا خیال رکھنا

(۳۱) عَنُ أَبِی هُرَيُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يُغُفَرُ لِأُمَّتِهٖ فِی آخِرِ لَيُلَةٍ مِنُ رَمَضَانَ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَهِیَ لَيُلَةُ الُقَدُرِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ الُعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰی أَجُرَهُ إِذَا قَضٰی عَمَلَهُ۔ (رواه أحمد، مشكوة ص١٤٤ كلاں)

عید کی رات ''چاند رات'' کولیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات بھی کہا جاتا ہے۔اس لیے چاند رات میں مرد حضرات کم از کم اس کا اہتمام کرلیں کہ نماز مغرب، نمازِ عشاء، نمازِ فجر باجماعت ادا ہواور تہجّد کے وقت میں حسبِ معمول آٹھ رکعت ورنہ چار رکعت تہجّد کی نماز پڑھ لیں تو ان شاء اللہ اس انعام والی رات کی برکات میں بڑا حصہ مل جائے گا۔

رمضان سلامتی سے گذر جائے توان شاءاللہ سارا سال سلامتی سے گذرے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک روایت میں نقل کیا گیا ہے:

(۳۲) مَنْ سَلِمَ لَهُ رَمَضَانُ سَلِمَتْ لَهُ السَّنَةُ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

جس کا رمضان سلامتی سے گذر گیا اس کا سال سلامتی سے گذرے گا

لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان گناہوں سے دور رہ کر اس طرح گذارے کہ نہ حقوق اللہ پامال ہوں نہ حقوق العباد، نہ آپ کسی کو ستائیں نہ کوئی آپ کو ستائے، اپنے گھر میں بھی سلامتی اور عافیت رہے اور مسجد، دفتر، دکان اور کام کی جگہ میں وقت سلامتی اور عافیت سے گذرے اور جو وقت گذرے وہ عبادت، تلاوت، دعا اور ذکر اللہ کے ساتھ گذرے تو ان شاء اللہ سارا سال خیر وسلامتی کی بہت امید ہے۔

وفقنا اللّٰہ تعالیٰ لما یحبّہ ویرضاہُ

p f f f q